۲۵ / مارچ ۱۹۱۰ء

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ العصر کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تمام خطبے جو دنیا میں پڑھے جاتے ہیں رسول اللہ کے زمانہ سے اس زمانہ تک، ان سب کی ابتداء کلمہ شہادت سے ہوتی رہی ہے۔ پہلا جملہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ اس کے تین فائدے ہیں۔

(۱)۔ پہلا فائدہ۔ جو شخص باآواز بلند اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیتا ہے ہم اس کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

(۲)۔ دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے کہ جب اس کو حقیقی طور پر ایمان آتا ہے تو دنیا کے تمام ذرائع واسباب میں، جو حصول مقاصد کے لئے مفید وبابرکت ہو سکتے ہیں، یقین کرتا ہے کہ سب تاثیر میرے مولیٰ کی ہے۔

(۳)۔ تیسرا فائدہ اس کا یہ ہے جس کی شہادت کے لئے تمام انبیاء اولیاء یک زبان ہیں کہ جب اس کی کثرت کی جاوے اور بار بار اس کو دہرایا جاوے تو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے جتنے پردے ہیں بتدریج سب کے سب اٹھ جاتے ہیں۔

اس کلمہ کے دو حصے ہیں۔ ایک میں لَآ اِلٰہَ دوسرے میں اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ پہلا حصہ انسان کے گناہوں کے دور کرنے کا اور دوسرا حصہ نیکیوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کا جملہ اس لئے لگایا کہ زمانہ گزشتہ میں آپ نے دیکھ لیا تھا کہ پہلے ہادیوں کو لوگوں نے معبود بنا لیا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس توحید کی تکمیل کے لئے کہ خدا کی معبودیت میں کوئی دوسرا شریک نہ کیا جاوے بلکہ مجھے عبد سمجھیں' یہ کلمہ بڑھا دیا تا میری قوم وہ نہ کرے جو پہلی قوموں نے کیا۔

میں اس جزو کو اس توحید کا متمم یقین کرتا ہوں اور یہ سچ ہے کہ اس جزو کے سوا حقیقت میں مومن کامل نہیں بن سکتا۔

جب اللہ تعالیٰ پر انسان ایمان لاتا ہے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا منشاء ہے تو اسماء الٰہی کا مطالعہ کرنے سے ملائکہ' انبیاء' تقدیر' حشر نشر' پل صراط' جنت و نار پر ایمان لانا لازم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ خدا کی صفات ہیں کہ تقدیر اس نے بنائی۔ جنت و نار کو بنایا۔

پس جو کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ایمان لاتا ہے اس کے لئے لابد ہے کہ خدا کے اسماء وصفات پر ایمان لائے۔ تب اس کو انبیاء' حشر و نشر' ملائکہ' کتب پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ (الانعام:۹۳)۔ انسان جب اللہ پر ایمان لاتا ہے تو آخرت پر ایمان لے آتا ہے اور جزاو سزا کے اعتقاد کے بعد ضرور ہے کہ قرآن اور رسول کریم ﷺ پر ایمان لائے جس کے ساتھ ملائکہ و کتب کا ایمان بھی آگیا اور پھر مومن نماز کا پابند ہو جاتا ہے۔

پس جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا دعویٰ کرے بایں ہمہ نماز کا تارک رہے اور قرآن شریف کی اتباع میں سستی کرے' حقیقت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے دعویٰ میں سچا نہیں جیسا کہ یہ آیت (یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ) ظاہر کرتی ہے کیونکہ حضرت نبی کریم کا تذکرہ اس کلمہ میں موجود ہے۔

اب ہم کو ضرورت پڑی کہ ہم کوئی ایسا لفظ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کس درجہ کا انسان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے درجہ کا پتہ لگانا' اس کے واسطے یہ آیتیں سامنے رکھنی چاہئیں۔ (۱) اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:۵) اور دوسری میں فرماتا ہے۔ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (النساء:۱۱۴) اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو عظیم فرماتا ہے اور ان پر جو فضل ہوا اسے بھی عظیم فرمایا۔ اب خیال کرو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے عظیم کہا وہ کس قدر عظیم ہوگا۔ اب جو رسول اس

شان کا ہے اس کے بغیر ہم کو کسی اور کے مقتدا بنانے کی رتج بھی کیا ہوئی۔

جو کتاب اللہ جلشانہ نے اس کامل انسان پر نازل کی ہے اس کے لئے دو گواہیاں ہیں۔

(۱) اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۱۰) اور (۲) لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حم السجدۃ:۴۳) اس کتاب کا محافظ حضرت حق سبحانہ ہے جس کے لئے آئندہ پیشگوئی ہے کہ اس کتاب کی باطل کرنے والی آئندہ بھی کوئی چیز نہیں بھیجیں گے۔ تو پھر ہم کو سائنس یا بیرونی خطرناک دشمن سے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے جب کہ ہم کو ایسی کتاب دی گئی ہے کہ جس کا خدا حافظ ہے اور جس کی باطل کرنے والی کوئی چیز فطرت کے خالق نے پیدا ہی نہیں کی۔

پس جیسا ہمارا رسول کامل ہے ویسے ہی ہماری کتاب کامل ہے۔ یہ کتاب تو قیامت تک رہے گی مگر ایسی کامل کتاب ہمارے گھروں سے نکل کر دوسرے گھروں میں چلی گئی تو ہمارے بزرگوں کی روح کو کیا خوشی ہوگی۔ پس خوف ہے تو یہ کہ ہمارے گھروں سے یہ کتاب نہ نکلے اور ہم اس کی اتباع سے محروم نہ رہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کچھ امراء ہیں' کچھ سجادہ نشین اور کچھ وہ لوگ ہیں جو قوم کے لئے آئندہ کالجوں میں تعلیم پانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اگر سست ہوں تو عوام مخلوقات کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ اس واسطے میں نے یہ سورۃ عصر پڑھی تھی۔ میرا مقصد اس کے پڑھنے سے یہ بتانے کا ہے کہ زمانہ جس طرح کی تیزی سے گزر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں بھی گزر رہی ہیں۔ یعنی عصر کا آناً فاناً گزرنا ہماری عمروں پر اثر ڈال رہا ہے۔

اللہ نے اس کا یہ علاج بتایا ہے کہ تمہیں زمانہ کی پروا نہ ہو' اگر ہمارا حکم مان لو۔ وہ حکم یہ ہے کہ مومن بنو اور عمل صالحہ کرو۔ دوسروں کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو اور پھر حق پہنچانے میں تکالیف سے نہ ڈرو۔

یہ وہ سورۃ ہے کہ صحابہ کرام جب باہم ملتے تو اس سورۃ کو پڑھ لیا کرتے۔ تم اور ہم بھی آج ملے ہیں اس لئے اسی سنت کریمہ کے مطابق میں نے بھی اس کو پڑھا ہے۔

اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں تم میرے دل کو چیر کر نہیں دیکھ سکتے' نہ اس کا لکھا پڑھ سکتے ہو۔ البتہ میری زبان کے اقرار سے پوچھے جاؤ گے اور اس سے اگر نفع اٹھاؤ تو تمہارا بھلا ہوگا۔

میں جس ایمان پر قائم ہوں وہ وہی ہے جس کا ذکر میں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں کیا ہے۔ میں اللہ کو اپنی ذات میں واحد' صفات میں یکتا اور افعال میں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ:۱۲) اور حقیقی معبود سمجھتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان لاتا ہوں جو اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ اور تمام ان رسولوں اور

کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے بھیجیں ایمان رکھتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء‘ تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے جامع لوگوں میں ایک ہی ہے جس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میرے واہمہ کے واہمہ میں بھی نہیں آتا کہ کوئی اور ہو۔ حضرت صاحب کا ایک شعر یاد آگیا۔

اے در انکار و شکے از شاہ دیں
خادمان و چاکرانش را بہ بیں

ہم جب دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کیسے پاک گروہ تھے اور مجدد کیسے۔ یہ تو قصے کہانی بات ہو جاتی۔ لیکن تمہارا وجود اس گاؤں میں گواہی ہے کہ احمد کا غلام بننے سے کیا فضل آتا ہے۔ میں تم کو اب اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ میرے پھر تقریر کرنے تک تمہیں کوئی بات سنائے یا تقریر کرے تو یاد رکھو ہمارا معیار یہ ہوگا کہ ان مذکورہ بالا عقائد کے موافق کوئی بات ہو یا اس کی تفصیل ہو تو ہماری طرف سے ہے اور اگر اس کے خلاف کسی کے منہ سے نکلے تو وہ ہمارے عقائد کے مطابق نہیں۔

اسلام چونکہ حق کے اظہار کے لئے آیا ہے جیسا کہ اس سورۃ شریف سے ظاہر ہے اس لئے جہاں دین کی بہت سی باتیں پہنچانی پڑتی ہیں وہاں ہم تم کو دنیا کے متعلق بھی ایک مختصر سی بات سناتے ہیں۔ اور وہ بھی دراصل دین ہی کی بات ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کا کام امن پر موقوف ہے اور اگر امن دنیا میں قائم نہ رہے تو کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ جس قدر امن ہوگا اسی قدر اسلام ترقی کرے گا۔ اس لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امن کے ہمیشہ حامی رہے۔ آپ نے طوائف الملوکی میں جو مکہ معظمہ میں تھی اور عیسائی سلطنت کے تحت جو حبشہ میں تھی ہم کو یہ تعلیم دی کہ غیر مسلم سلطنت کے ماتحت کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اس زندگی کے فرائض سے امن ہے۔ اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین و دنیا کا ہم عمدگی سے نہیں کر سکتے۔ اس واسطے میں تاکید کرتا ہوں امن بڑھانے کی کوشش کرو۔ اور امن کے لئے طاقت کی ضرورت ہے‘ وہ گورنمنٹ کے پاس ہے۔ میں خوشامد سے نہیں بلکہ حق پہنچانے کی نیت سے کہتا ہوں کہ تم امن پسند جماعت بنو تا تمہاری ترقی ہو اور تم چین سے زندگی بسر کرو۔

اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ اللہ سے اس کا بدلہ مانگو۔ اور یاد رکھو کہ بلا امن کوئی مذہب نہیں پھیلتا اور نہ پھول سکتا ہے۔

میں اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ حضرت صاحب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے اس احسان کے بدلہ میں ہم اگر امن کے قائم کرنے میں کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ ہم کو

ضرور دے گا اور اگر ہم خلاف ورزی کریں گے تو اس کے بد نتیجے کا منتظر رہنا پڑے گا۔

دوسری بات جو سمجھاتا ہوں وہ یہ ہے کہ باہم محبت بڑھاؤ اور بغضوں کو دور کردو اور یہ محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر تم صبر سے کام نہ لو اور یاد رکھو صبر والے کے ساتھ خدا خود آپ ہوتا ہے۔ اس واسطے صبر کنندہ کو کوئی ذلت و تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔

تیسری بات جو میں کہنی ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب نے "فتح اسلام" میں پانچ شاخوں کا ذکر کیا ہے اور ان پانچ شاخوں میں چندہ دینے کی تاکید کی۔ مثلاً آپ کی تصانیف کی اشاعت' اشتہارات کی اشاعت' آپ کے لنگرخانہ کو مضبوط کرنے کی تاکید اور مہمان خانہ کی ترقی کی طرف توجہ اور آمد و رفت پر بعض وقت جو خرچ پڑتے ہیں۔ ان کے لئے مکان بنانے پڑتے ہیں۔

ان میں انفاق کرنے کی تاکید آپ نے فرمائی ہے۔ میں اس تاکید پر تاکید کرتا ہوں کہ ہمارا مہمان اور دینی مدرسہ بہت کمزور رنگ میں ہے۔ ہمارے بھائیوں کو توجہ کرنی چاہئے کہ ان دونوں امور کی طرف بہت کوشش کریں اور انفاق سے کام لیں۔ پھر یہ بھی تاکید کرتا ہوں جو کتابیں بیچتے ہیں اور بہت اخلاص سے کام لیتے ہیں ان کی کتابوں میں دو آنہ' چار آنہ کی امداد دینے سے دریغ نہ کریں۔

ایک ہمارے دوست مولوی حسن علی صاحب نے اخلاص سے "تائید حق" نام لکھی ہے۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس کو شائع کیا ہے لیکن اس کی کئی سو جلدیں یہاں پڑی ہیں وہ بھی خرید لیں۔

میں یہ باتیں اس لئے بتاتا ہوں کہ تم کو دین اور دنیا دونوں کا وعظ کروں۔ یہ نہیں کہ مجھے دنیا کی غرض ہے کیونکہ میری عمر کا بہت بڑا حصہ اللہ کے فضل سے گزرا ہے۔ یہ تھوڑے دن جو باقی ہیں' میں مخلوق سے سوال کرنے میں اپنی ہمت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۲۳ ----- ۳۱ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۴-۵)

☆-☆-☆-☆